خدا کے حکم کی اطاعت کرو گے تو مقصد حیات کو پالو گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مئی ۱۹۸۱ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ایک بڑے ہی اہم اور ایک لمبے مضمون کی تمہید آج کل میں بیان کر رہا ہوں۔

آج بھی تمہید ہی کے متعلق چند باتیں میں کہوں گا۔ انشاء اللہ اگلا جمعہ ارادہ ہے ربوہ میں پڑھاؤں۔ اس کے بعد چند دنوں کے بعد پھر واپس یہاں آنے کا ارادہ ہے۔ واللّٰہ اَعْلَم جو اللہ چاہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (القصص: ۷۰، ۷۱)

یہ سورۂ قصص کی دو آیات ہیں۔ پہلی آیت کا تعلق اس مخلوق سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آزادی دی ایک خاص دائرے کے اندر اور روحانی طور پر ترقیات کی بڑی راہیں اس پر کھولیں اور اس کے لئے یہ ممکن بنا دیا کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہدایت پر عمل کرے تو وہ اس کی رضا کی جنتوں کو حاصل کر سکتا اور ابدی رضا اور رحمت کے سایہ میں اخروی زندگی کو گزار سکتا ہے۔

چونکہ آزادی ہے اس لئے تین چیزیں انسانی زندگی میں ابھریں ایک ایمان حقیقی۔ ایک انکار واضح اور ایک نفاق کہ اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ۔ تو ظاہر کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو

چیز انسان انسان سے چھپاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے وہ چیز چھپ نہیں سکتی وہ اسے بھی جانتا ہے۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ اور تیرا رب اس کو بھی جانتا ہے جس کو وہ سینہ میں چھپاتے ہیں، ظاہر نہیں کرتے اور اسے بھی جسے وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اگرچہ یہاں ذکر اس مخلوق کا ہے جو انکار بھی کرسکتی ہے، خدا تعالیٰ کے احکام سے فرار بھی کرسکتی ہے، بغاوت بھی کرسکتی ہے، مانتی بھی ہے، قربانیاں بھی دیتی ہے، انتہائی بلندیوں تک بھی پہنچتی ہے لیکن اس کے بعد ایک بنیادی حقیقت کائنات کا ذکر کیا اور وہ یہ کہ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ حقیقتِ کائنات، وحدانیتِ باری تعالیٰ ہے لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ اور اللہ ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ اللہ کے سوا حقیقی تعریف کا کوئی بھی مستحق نہیں۔ اتنا ہی مستحق ہے جتنا مستحق ہمارا خدا کسی کو یا ہمیں بنا دے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابتدائے آفرینش میں بھی وہ تعریف کا مستحق تھا اور آخرت میں بھی وہ تعریف کا مستحق ہوگا سب بادشاہت اسی کے قبضہ میں ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہوگا۔

لَهُ الْحَمْدُ تمام محامد کاملہ کا وہ لائق اور مستحق ہے یہاں ذکر تو نہیں لیکن ظاہر ہے کہ جس ہستی میں تمام محامد کاملہ پائے جائیں اس میں کوئی نقص اور کمزوری نہیں پائی جائے گی۔ انسانی عقل بھی اسی نتیجہ پر پہنچتی ہے لیکن اس کے مثبت پہلو کو یعنی اللہ تعالیٰ کی جو صفاتی بنیادی ایک حقیقت ہے اسے پہلے بیان کیا لَهُ الْحَمْدُ وہ تمام محامد کاملہ کا مالک ہے اور اس مقام سے کہ اللہ تعالیٰ سب تعریفوں کا مستحق ہے اپنی ذات میں اس کی صفات کے جلوے ظاہر ہوئے اور کائنات پیدا ہوئی اور کائنات میں وَلَهُ الْحُكْمُ صرف اسی کا حکم اس کائنات میں جاری ہے۔

جیسا کہ میں نے شروع میں اشارہ کیا کائنات کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم: ۷) جو خدا کا حکم ہے، وہ کرتے ہیں چاند کو خدا کے جو احکام ملے، چاند نے وہ کام کرنے شروع کر دیئے، جو سورج کو ملے وہ سورج نے کام کرنے شروع کر دیئے اور ایک وہ چھوٹی سی مخلوق ہے جس کے لئے ایک لحاظ سے یہ کائنات پیدا کی گئی جس کو آزادی دی اور اس کو یہ اختیار دیا کہ اپنی مرضی سے اپنے رب کی رضا کے حصول کے لئے تکلیف

برداشت کر اور قربانیاں دے اور عشق کی آگ اپنے سینے میں جلا اور خدا تعالیٰ سے انتہائی محبت اور پیار کر اور خود اپنی رضا سے اس کے حکم کی پیروی کر لیکن حقیقت یہی ہے وَلَهُ الْحُكْمُ ۔ انسانی زندگی میں بھی یہی حقیقت ہے۔ وَلَهُ الْحُكْمُ یعنی باوجود اس کے کہ انسان کو یہ آزادی حاصل ہے کہ چاہے تو خدا تعالیٰ کے حکم کا انکار کر دے مثلاً خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ چار سے زیادہ شادیاں نہیں کرنی لیکن افریقہ کی تاریخ کا مَیں نے مطالعہ کیا بہت سے مسلمان قبائل ایسے تھے جنہوں نے پانچ پانچ، سات سات، آٹھ آٹھ شادیاں کرلیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا حکم نہیں جاری ہوا کیونکہ حکم خدا کا یہ ہے کہ میری بات مانو گے تو وہ نتیجہ نکلے گا جو امن پیدا کرنے والا، جو خوشحالی پیدا کرنے والا، جو کامیابی اور فلاح پیدا کرنے والا ہے یہ حکم ہے۔ جو حکم توڑے گا، حکم خدا کا چلے گا، یہ نہیں کہ حکم توڑ کے انسان اپنے مقصدِ حیات میں کامیاب ہو جائے۔ جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس میں وہ کامیاب صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کو مانے۔ اگر وہ حکم کو توڑتا ہے اور دنیا سمجھتی ہے اس نے حکم کو توڑا لیکن حکم خدا ہی کا چلا کیونکہ خدا کا حکم اس کے ساتھ یہ بھی ہے، اگر میرے حکم کو توڑو گے تو ناکام رہو گے اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی۔ اور وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔ اس زندگی میں بھی آخری فیصلے اسی نے کرنے ہیں۔ فرعون نے بھی تو دعویٰ کیا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات:۸۰) کس خدا کے پیچھے تم دوڑے پھرتے ہو، مَیں ہوں تمہارا سب سے بلند ربّ لیکن وہ جو اپنے دعویٰ کے لحاظ سے اعلیٰ رب تھا اس کی بلندی تو سمندر کی لہروں سے بھی اوپر نہیں نکلی اور وہاں وہ غرق ہو گیا۔

خلاصہ اس آیت کے مضمون کا یہ ہے کہ علم کامل اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں۔ تمام محامدِ کاملہ اس کے ہیں۔ اس واسطے اس کے ہر حکم کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی حمد ثابت ہوتی ہے، اس کی تعریف نکلتی ہے اس سے۔ کوئی خدائی حکم ایسا نہیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ نکلے، جو حکم توڑتا ہے اس کا بدنتیجہ بھی یہی ثابت کرتا ہے نا کہ خدا تعالیٰ سب محامد کاملہ کا مستحق ہے۔ احکام اس کے حکم کے مطابق جاری ہوتے ہیں وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور جزا وسزا

اس کے ہاتھ میں ہے۔ٹھیک ہے انسان کو آزادی دی حکم توڑ دو لیکن ساتھ یہ کہہ دیا کہ یہ تمہیں ہم بتادیتے ہیں کہ حکم توڑو گے تو جس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے حصول میں تم کامیاب نہیں ہوگے۔ اگر حکم توڑو گے تو اس زندگی میں وہ حسین معاشرہ قائم نہیں کرسکو گے جو مذہبِ اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایک (میں نے بتایا ہے مَیں تمہید کے Point صرف بتا رہا ہوں) یہ اپنے ذہن میں رکھیں۔

سورۃ تغابن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہاں ایک اور چیز میں واضح کردوں کہ پہلی آیت میں، جو ابھی میں نے پڑھی، یہ ہے کہ محامدِ کاملہ خدا کے ہیں اور یہ ہستی ہے، جو ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَہُ الْحَمْدُ کہ سب تعریفیں اسی کی ہیں محامدِ کاملہ کا وہ مستحق ہے۔ اس منبع اور سرچشمہ سے اس کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں اور دوسری آیت میں یہ ہے کہ بادشاہت اسی کی ہے اور اس کے سارے احکام جو بطور حاکمِ اعلیٰ اس نے جاری کئے ہیں اس کے نتیجہ میں حمد پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سورۃ تغابن میں فرماتا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (التغابن:۲) کائنات کی ہر شے کا مطالعہ کر کے دیکھو نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ کی ان صفات کے جلوے جن کے نتیجہ میں یہ کائنات پیدا ہوئی اور کائنات کا ہر جزو اور اکائی پیدا ہوئی وہ ہر قسم کے نقص سے پاک اور منزہ ہے اس لئے جس عظیم ہستی کی صفات کے یہ جلوے ہیں وہ بھی ہر قسم کے نقص اور کمزوری سے منزہ ہیں اور پاک ہیں یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔

لَہُ الْمُلْکُ بادشاہت خدا کی ہے۔ وَلَہُ الْحَمْدُ اور اس بادشاہت کے معنے ہیں حکم جاری کرنا، شاہِ وقت کا کام ہی ہے بطور بادشاہ اپنی رعایا میں احکام جاری کرنا اور اس سلسلہ میں ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی رعایا ہے۔ اس میں اس کے حکم جاری ہوتے ہیں (ذرا تفصیل آپ کو بتادوں) اس بادشاہ کا حکم ہر آن اربوں دفعہ شاید، بے شمار دفعہ جاری ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہمارے علم کے بغیر اور ہمارے حکم کے بغیر درخت کا پتہ نہیں گرتا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ہمارے حکم کے بغیر سمندروں کا پانی بخارات کی شکل اختیار نہیں کرتا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ہمارے حکم کے بغیر یہ بخارات کسی ایک جہت کی طرف حرکت نہیں کرتے۔ ہواؤں کو جب تک

حکم نہ ہو وہ ادھر نہیں جاتیں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ بخارات ہمارے حکم سے ایسے بنتے ہیں کہ اس میں سے بارش کے قطروں کا گرنا ممکن ہو جائے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر تبدیلی اس کائنات میں، کائنات کی ہر جزو میں، گندم میں گندم کے ہر دانہ میں اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نازل نہ ہو۔ یہاں بہت سے زمیندار بھی بیٹھے ہوں گے۔ گندم کے دانے جا کے پھینک دیتے ہیں زمین میں یا ڈرل کر دیتے ہیں یا چھٹا کر کے اوپر ہل چلا دیتے ہیں۔ آپ کا جو عمل ہے اس کا ایک نتیجہ نکلنا چاہیئے نا۔ مگر ایک سا نتیجہ نہیں نکلتا۔ بعض دانے ہیں وہ جرمینیٹ (Germinate) ہی نہیں کرتے۔ آپ کا تو کوئی اختیار نہیں اس میں۔ نہ آپ نے حکم دیا کسی دانے کو کہ لو۔ Germinate کر یعنی روئیدگی نکل آئے اور نہ کسی کو حکم دیا کہ نہ نکل پھر روئیدگی جن کی نکلی ان میں سے بعض مر جاتے ہیں۔

میں آپ زمیندار ہوں۔ میں نے گندم بوئی ہے۔ کھڑے ہو کے اس کا مشاہدہ کیا ہے الٰہی آیات کو سمجھنے کے لئے، اس کی جو صفات جلوہ گر ہوتی ہیں ہر چیز کے اوپر۔ پس میرا عینی مشاہدہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ بعض ایسے دانے ہیں جو بہت طاقتور نظر آتے ہیں اگنے کے وقت، خیال ہوتا ہے اچھا پودا بنے گا۔ مگر چند دنوں کے بعد وہ مر جاتے ہیں۔ بعض ایسے دانے ہیں جو بڑے ضعف کی حالت میں زمین سے باہر سر نکالتے ہیں اور آخر میں وہ پھل دیتے ہیں سنبلیں ان میں نکلتی ہیں اور دانوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ بعض دانے ایسے ہیں جو نکلتے ہیں لیکن آپ کے لئے نہیں نکلتے۔ وہاں فاختہ آتی ہے کھا جاتی ہے کسی نے محاورہ بنایا تھا کہ ہر دانے پر نام لکھا ہوتا ہے کہ یہ کس کا رزق ہے۔ لکھا ہوتا ہے یا نہیں لیکن خدا کی تقدیر میں ضرور لکھا ہوا ہے۔ گندم کے دانوں کو کھانے والے بعض ایسے ہیں جو صرف روئیدگی جو نکلی ہے اس کو کھا لیتے ہیں اور جو دانہ باقی رہ جاتا ہے اس کو وہیں پھینک دیتے ہیں۔ پھر کیڑے آتے ہیں ان کو کھاتے ہیں پھر آگے Division of Food جو تقسیم ہے کھانے کی شروع ہو جاتی ہے۔

تو لَهُ الْمُلْكُ بادشاہت حقیقتاً اسی کی ہے اور شہنشاہ ہونے کی حیثیت میں ہر آن بے شمار احکام اس کے نازل ہو رہے ہیں اور سارے کے سارے احکام ایسے ہیں۔ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محامدِ کاملہ کا وہ مستحق ہے۔ کوئی ایک صفتِ باری ایسی جلوہ گر نہیں

ہوتی اس کائنات میں جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ میں کوئی ضعف ہے۔ حکم اسی کا چلے گا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (التغابن:۲) ہر چیز پر وہ قادر ہے۔ انسان کے علاوہ جو کائنات ہے اس میں وہ جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اس معنی میں کہ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل:۵۱) ایسی چیزیں بھی ہمارے علم میں آئیں کہ کئی ہزار سال کی تدریجی تبدیلیوں کے بعد وہ چیز بن گئی مثلاً ہیرا ہے۔ ہیرا ژالہ باری کے ژالہ کی طرح آسمان سے تو نہیں گرا۔ اسی زمین کے ذروں میں جن میں سے بعض گندم کے پودے کی شکل اختیار کر گئے۔ ہزار ہا سال تبدیلیاں آئیں خدا تعالیٰ کے جلوے ان پر ظاہر ہوتے رہے، تدریج کا حکم جاری ہے اور وہ ہیرا بن گیا۔ ست سلاجیت، ست سلاجیت جو ہے اس پر ہمارے حکماء، اطباء نے تحقیق نہیں کی تھی۔ اب ریسرچ ہوئی ہے۔ یہ ایک سبز رنگ کا پودا بڑا باریک پہاڑوں کے پتھروں پر ہوتا ہے اسے لیچن کہتے ہیں انگریزی میں۔ اس میں سے پانی کی طرح کوئی چیز گرتی ہے۔ اگر یہ ایسے پتھر کے اوپر ہو جس میں تریڑ آئی ہوئی ہو تو اس کے اندر گرتا رہتا ہے وہ پانی، اور سینکڑوں سال کے بعد وہ ست سلاجیت بن جاتی ہے اور اس میں بڑی طاقت ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات نے اس کو مفیدِ صحت بنایا ہے۔ اب نئی ریسرچ جو کہتے ہیں زیادہ تر رشیا نے کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ست سلاجیت دستِ قدرتِ باری کی نکلی ہوئی ہے وہ اینٹی بائیوٹک ہے جس میں سارے فائدے ہیں اور ضرر کوئی نہیں ہے اور نمبر ۲ جرم کش دوائی ہے۔ شہد کی مکھی نے جو اینٹی بائیوٹک Propolis بنائی ہے اس کے بعد کہتے ہیں یہ نمبر ۲ ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جہاں تک انسانوں کا تعلق تھا قرآن کریم میں اعلان کیا گیا کہ تم مجھے میرے منصوبوں میں ناکام نہیں کر سکتے مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ (الانعام:۱۳۵) عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا ہی ہے وہ جلوہ۔ پہلے کائنات کا ذکر ہے۔ فرمایا:-

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (التغابن:۲) پھر انسان جس کی خاطر یہ سب کچھ ہوا اس کو مخاطب کر کے کہا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ (التغابن:۳) خدا تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کسی مقصد کے لئے تمہیں پیدا کیا ہے جس مقصد کے لئے تمہیں پیدا کیا ہے اُس مقصد کے حصول کے لئے جتنی، جس قسم کی قوتیں اور استعدادیں تمہیں چاہئیں تھیں وہ اس

نے تمہیں عطا کر دیں۔ ان قوتوں کی نشوونما کے لئے جو چیز بھی چاہیئے تھی وہ تمہارے لئے میسر کر دی اور تمہیں یہ طاقت دی کہ اپنی قوتوں کو استعمال کرو اور لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:۴۰) تمہیں کہا۔ طاقتوں کا صحیح استعمال اور کامل استعمال تمہاری قوتوں اور استعدادوں کی کامل نشوونما کے لئے ضروری ہے اور کہا یہ کہ یہ سب کچھ جو ہے، یہ حرکت، انسانی زندگی کی یہ خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہے، مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریٰت:۵۷) بندہ بننے کے لئے۔ اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات اپنے اخلاق کے اندر پیدا کرے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ (التعریفات جلد ا صفحہ ۲۱۶) لیکن فَمِنْكُمْ كَافِرٌ (التغابن:۳) تمہیں آزادی تھی تم میں سے منکر بن گئے۔ میرے ذہن میں تو یہ آیا کہ گناہ کی حقیقی تعریف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوت کا غلط استعمال کرنا یا استعمال نہ کرنا ہے گناہ ہے۔ اگر ساری قوتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو تَخَلَّقْ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کے لئے دیں تو ہر غفلت جو ہے وہ تَخَلَّقْ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ میں غفلت پیدا کرتی ہے وہ گناہ ہے۔ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ (التغابن:۳) ایک طرف کافر ہیں تو دوسری طرف انتہائی قربانی دینے والے، ایثار پیشہ، جاں نثار مومن بھی پائے جاتے ہیں لیکن یہ فیصلہ کرنا کہ حقیقی اخلاص کس سینہ اور کس دل میں ہے یہ انسان کا کام نہیں۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ جو تمہارے اعمال اور ان کے اعمال کے پیچھے جو نیتیں ہیں جن نیتوں کے ساتھ تم اعمال کرتے ہو اسے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ بسا اوقات انسان خود بھی اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے لیکن کوئی انسان کسی حالت میں بھی اپنے خدا کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

وَلَهُ الْحَمْدُ دونوں آیات میں آیا ہے۔ ایک میں پہلے ایک میں بعد۔ بڑا ہے ”لَهُ الْحَمْدُ“ کے فقرہ میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق مثلاً یہ کہا کہ تمام اقسام حمد سے کیا باعتبار ظاہر کے، اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے، فرمایا محامد کاملہ کا جو مستحق ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے، نیز (مجھے خیال آیا) کیا باعتبار جزا کے۔ (یہ نہیں کہ فیصلہ کرتے ہوئے مجبور انسانوں کی طرح غلط فیصلہ کر دے) اور کیا باعتبار سزا کے۔ وہ خالق اور مالک ہے نا۔ لَهُ الْمُلْكُ اور

حاکم ہے۔ لَہُ الۡحُکۡمُ اس واسطے اس کی صفت یہ ہے۔ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ (البقرۃ:۲۸۵) جس کو چاہے بخش دے، جس کو چاہے دوزخ میں ڈال دے۔ کسی انسان کا یہ کام ہی نہیں کہ جہنم کے لئے وارنٹ جاری کردے یا جنت کے لئے سرٹیفکیٹ ایشو (Issue) کرنا شروع کردے فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو خدا کے کام ہیں وہ خدا کے لئے چھوڑو۔ جو ہم عاجزوں کے کام ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی فکر کریں عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اور اس چیز میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے۔ قرآن کریم نے یہ کہا ہے۔ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہے۔ اسی طرح لَہُ الۡحَمۡدُ اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اپنی ذات وصفات میں کامل تعریف کا مستحق۔ ایک یہ ہے کہ انسان بھی مجبور ہو جائے اس معرفت کے حصول پر کہ خدا تعالیٰ تمام تعریف کا مستحق ہے اس لئے کہ ایک حسنِ کامل ہے اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النور:۳۶) اور ایک احسانِ کامل ہے اور یہ دونوں خوبیاں اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہیں۔ احسان کا تعلق تو اسی مخلوق سے ہوسکتا تھا جسے آزادی دی گئی تھی کیونکہ اس کی فطرت اسے سمجھ سکتی ہے۔

تیسری بات ان حقائق کی روشنی میں بندہ یہ سمجھے اور اس پر ایمان لانے اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے پر مجبور ہوتا ہے کیونکہ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ اس لئے عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ جب حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے توکل صرف خدا پر ہونا چاہیئے اور میں توکل صرف خدا پر کرتا ہوں نہ کسی اور پر، نہ کسی حکومت پر توکل نہ ان سے کوئی لالچ، نہ کوئی خوشامد۔ ہر ایک کو اس کا حق دو لیکن توکل صرف، بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرو۔ وَعَلَیۡہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ (یوسف:۶۸) جو توکل کی حقیقت کو اور اس کی روح کو سمجھنے والے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کیا کرتے ہیں۔

سورۂ رعد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (نمبر چار میں نے بتایا ہے کہ میں تمہید کے Points بتا رہا ہوں) اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا (الرعد:۴۲) اور کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہم ملک کو اس کی تمام اطراف سے کم کرتے چلے آرہے ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور قرآن عظیم ایک کامل کتاب کی شکل میں آپ نے انسان کے ہاتھ میں دی اور وفات کے وقت بھی آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے پیچھے یہ کتاب چھوڑ کے جا رہا ہوں، اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے کامیاب ہو گے اسے چھوڑ کر ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن۔ قرآن۔ قرآن۔ قرآن۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم جاری ہوا کہ آہستہ آہستہ بتدریج اسلام غالب ہوتا چلا جائے گا۔ وقتی طور پر اور بعض مخصوص خطہ ہائے ارض میں جو کمزوری بھی پیدا ہوئی ہے اس کے باوجود اگر آپ غور کریں تو آپ کو بتدریج ترقی، ارتقاء نظر آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو فیج اعوج کا زمانہ تھا اور اسلام کا انتہائی تنزل کا زمانہ جسے ہم کہتے ہیں اس میں بھی لاکھوں بزرگ اولیاء اسلام کے اندر پیدا ہو رہے تھے۔ تو ظاہر ہے کہ جس وقت لاکھوں مسلمان بھی نہیں تھے، اس وقت لاکھوں اولیاء کا سوال تو پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پھیلاؤ ہو رہا ہے۔ اس پھیلاؤ میں (جس طرح Magnifying Glass سے آپ چیز دیکھتے ہیں) بعض نقائص جو تھے وہ زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آئے اس میں کوئی شک نہیں۔ نہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے اور نہ ہمیں کوئی حجاب ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم کریں۔ ٹھیک ہے لیکن جو خوبیاں تھیں وہ بھی اسی طرح وسعت کے ساتھ ہمارے سامنے آ گئیں اور ان کا پلہ بھاری ہے۔ افریقہ کو لے لو ایک مثال، وہاں کی بدعات سے متاثر ہو کر ایک خطّہ افریقہ میں مسلمانوں نے ''دریا'' کی پرستش شروع کر دی جس طرح نیل کی پرستش کی گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان فودی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا کر دیا ہے اور حضرت عثمان فودی رحمۃ اللہ علیہ نے (یا ان کے بھائی یا بیٹے نے) لکھا ہے کہ اولیائے خطّہ افریقہ (جس کے ساتھ ان کا تعلق تھا) کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ یہ خبر دی کہ اس علاقہ میں ایک مجدد پیدا ہوگا اور بڑی نصرت خدا کی ملی ان کو قرآن کریم نے وعدہ دیا تھا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آلِ عمران: ۱۴۰) غیروں کی اور اپنوں کی تلواریں میانوں سے باہر نکل آئیں مٹھی بھر چند آدمی تھے اس وقت ان کے ساتھ۔ بعض جگہ ان کو تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں، جانیں بھی دینی پڑیں، وقتی طور پر شکست بھی کھانی پڑی، پیچھے بھی ہٹنا پڑا۔ (یہی پوری تصویر ہے اسلام کی) لیکن آخری

فتح ان کی ہوئی اور پھرانہوں نے تمام بدعات کو اپنے علاقے سے مٹا دیا اپنے اس مقصدِ بعثت کے حصول میں کامیاب ہوئے اور خالص اسلام کو انہوں نے قائم کیا لیکن پھر بدعات آ گئیں پھر اور آ گئیں۔ نئی نسل اپنے عظیم ورثہ کو بھول گئی۔ یہ کشمکش، یہ جدوجہد، یہ مجاہدہ اسلامی زندگی میں، یہ تو ہے لیکن بتدریج کمزوری کا پہلو، یہ نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام بتدریج ارتقائی مدارج طے کرتا رہا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ واقعہ بھی ہوا کہ ایک منافق نے (لعنۃ اللہ علیہ) کہا کہ مدینہ جا کے جو سب سے زیادہ عزیز ہے یعنی وہ خود ملعون منافق، وہ نعوذ باللہ اس شخص کو جو سب سے زیادہ ذلیل ہے، نکال دے گا۔ اس قسم کے لوگ وہاں بھی پیدا ہوئے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اسلام یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناکام ہوئے۔ ہرگز نہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ باتیں تو ہوں گی لیکن اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَـنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا لیکن تدریجی ترقی اس عظیم دینِ اسلام کو ملتی چلی جائے گی۔ تیرہ سو سال تک جیسا کہ بتایا جاتا رہا اب اس زمانہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا۔ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَـنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا۔ یہ اپنے عروج کو پہنچے گا اور نوع انسانی اتنی بھاری اکثریت کے ساتھ کہ جو باقی رہ جائیں گے وہ کسی شمار میں نہیں ہوں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیئے جائیں گے۔ اسی آیت کے آگے آتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَحۡكُمُ۔ حکم خدا کا جاری ہوتا ہے کوئی اس کو بدل نہیں سکتا لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ (الرعد:۴۲) ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کہیں گے ہم خدا کے فیصلوں کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اپنی شریعت بعض لوگ چلانی شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی اس کے فیصلہ کو تبدیل کرنے والا نہیں ہے۔ لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ اس کے معنی لغت نے یہ کئے ہیں کہ **عقّب الحاکم علٰی حکم سلفہٖ** کہ جو پہلا حاکم ہے اس کے فیصلہ کو وہ تبدیل کرتا ہے اور اس کے اوپر تنقید کرتا ہے اور اس کی غلطیاں نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ جو خدا کا فیصلہ ہے وہ جاری ہوگا، جاری رہے گا اور دنیا کا کوئی حاکم جو ہے وہ خدا کے فیصلہ میں غلطیاں نہیں نکال سکے گا۔ جو خدا کا حکم ہے اس کے مطابق مسلمان کو زندگی گزارنی پڑے گی۔ جو

گزارے گا وہی کامیاب ہوگا جونہیں گزارے گا خدا جانے ہمیں تو نہیں ہے شوق کہ خدا تعالیٰ کی گرفت کے اندر آئے کوئی۔ ہم تو دعائیں کرتے ہیں فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۔ آپ بھی اسے سامنے رکھا کریں۔ بعض احمدی بھی غصے میں آکر کہتے ہیں تو نے جہنم میں جانا ہے؟ کون ہوتے ہو تم کسی کو جہنم میں بھیجنے والے۔ ایک عیسائی کے متعلق بھی نہیں ہم کہہ سکتے۔ اگر فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ہے تو ایک مشرک کے متعلق بھی تم نہیں کہہ سکتے تو جو خدا کا حکم ہے وہ اپنی زندگیوں میں جاری کرو۔ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ اور وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (الرعد:۴۲) آج پھر اس پر میں غور کر رہا تھا تو وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ کی یہ تفسیر سامنے آئی کہ چودہ سو سال سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصوبہ کو ناکام کرنے کے لئے کروڑوں منصوبے بنائے گئے اور سَرِيْعُ الْحِسَابِ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ ان کو ناکام کرتا چلا گیا۔

بڑی جلدی ان کو پکڑا گیا ان پر گرفت ہوئی۔ کسریٰ نے ایک منصوبہ بنایا جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو (تاریخ نے اسے محفوظ رکھا ہے اور یاد رکھنے کی بات ہے) اس وقت کسریٰ کی ایران میں جو حکومت تھی وہ بڑی طاقتور تھی۔ دنیا کی دو بڑی طاقتور حکومتوں میں سے ایک تھی دوسری قیصر کی حکومت تھی۔ جس طرح کسی زمانہ میں سمجھا جاتا تھا۔ امریکہ اور روس دو بڑی طاقتیں ہیں۔ اب حالات بہت بدل گئے ہیں لیکن ایک وقت میں یہی بڑی دو سمجھی جاتی تھیں۔ کسریٰ نے اپنے درباریوں کو اکٹھا کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے معاً بعد اور ان کو کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وصال ہو گیا اور مسلمان اس وقت ابتری اور انتشار کی حالت میں ہیں۔ یہ وقت ہے کہ اگر ایک کاری ضرب لگائی جائے تو اسلام کو کلیتاً صفحۂ ارض سے مٹایا جا سکتا ہے اور کوئی طاقت اس کاری ضرب کے مقابلہ میں ان کی حفاظت کرنے والی نہیں (اور خدا تعالیٰ نے اس کے منہ سے ایک عجیب فقرہ نکلوایا) سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ ان کو بچالے۔ اس نے کہا مشورہ دو میں کیا کروں کاری ضرب لگانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہماری سرحدوں پر جو عرب قبائل تھے، کچھ بت پرست تھے، کچھ عیسائیت کو قبول کر چکے تھے، آپ کے بڑے احسان رہے اسلام کے آنے سے پہلے ان قبائل پر۔ ہمارے وہ

غلاموں کی طرح تھے دربار میں آتے تھے گھٹنے ٹیکتے تھے آپ کے سامنے۔ ان سرداروں کو بلائیں اور ان سے کام لیں کیونکہ وہ حدیث العہد ہیں ان کے اسلام پر لمبا عرصہ نہیں گزرا۔ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں ان کی تربیت کوئی نہیں ہے۔ وہ قابو آجائیں گے آپ کے۔ اس نے کہا بڑا صحیح مشورہ ہے۔ اس نے پیغام بھیجے۔ چھ اور سات سو کے درمیان عرب سردار اس کے دربار میں اکٹھے ہوئے۔ پس ان کا اندازہ صحیح تھا اور ان سے اس نے مشورہ کیا۔ ان کو روپے دیئے، ان کو ہتھیار دیئے اور کہا اس طرح جا کے ارتداد کر دو اور اس قدر عظیم یہ فتنہ تھا اسلام کے خلاف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد کہ بات اس کی سچی تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس وقت اسلام کو نہیں بچا سکتی تھی سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ اسلام کی حفاظت کرتا۔ اتنے بڑے فتنہ کو مٹانے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اٹھارہ ہزار کی فوج تیار کر سکے اور ہر معرکہ نئی فوج کے ساتھ، ستّر اسّی ہزار کی نئی فوج کے ساتھ ہوا۔ خیر وہ لمبی تفصیل ہے اور ناکام ہوگیا۔ ابھی جب وہ گتھم گتھا ہو رہے تھے مسلمانوں کے ساتھ تو قیصر نے یہ سمجھا دوسرا منصوبہ بنایا جائے کہ یہ تو ادھر پھنسے ہوئے ہیں پیچھے سے ضرب لگاؤ۔ آگے بڑھا لیکن اس کو معلوم ہوگیا۔ پہلی دو تین جنگوں میں کہ میرے اندازے غلط نکلے۔ یہ اتنے کمزور نہیں کہ میں ان کو آسانی سے شکست دے سکوں۔ پھر اس نے اکٹھا کیا دربار میں اپنے مشیروں کو اور کہا کہ میں ایک ایسی ضرب لگانا چاہتا ہوں کہ مدینہ میں بھی کوئی مسلمان نہ رہے۔ اس منصوبہ کے لئے تین لاکھ کی فوج تیار کی گئی جو اس محاذ پر حملہ آور ہوئی۔ صرف چالیس ہزار مسلمان ان کے مقابلے میں آئے۔ جب صف آرائی ہوئی تو انہوں نے پچھتّر پچھتّر ہزار کے یونٹ بنا کے چار حصوں میں محاذ جنگ کو تقسیم کر کے مستقل کمانڈرز کے ماتحت انہیں کر دیا اور ہر پچھتّر ہزار کے مقابل صرف دس ہزار مسلمان تھے لیکن خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔

نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا یہ جیتیں گے۔ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ حکم خدا کا جاری اور کامیاب ہوتا ہے۔ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ انجام قیصر کی فوجوں کی شکست۔ یرموک کے میدان میں ستر ہزار لاشیں چھوڑ کر قیصر کی تین لاکھ فوج کا بھاگ کھڑا ہونا ثابت کرتا ہے لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ خدا تعالیٰ کے حکم کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

اب آج کے زمانہ میں چودہ سو سال ہمارے بزرگ جو کہتے آئے کہ اس زمانہ میں جس کو آخری زمانہ کہا گیا ہے یہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا اپنے عروج کو پہنچے گا اور پورا ہوگا اور نوعِ انسانی کو اسلام کا حسن اور اسلام کا احسان اور اسلام کا نور اپنے احاطہ میں لے گا اور ایک خاندان کی طرح ان کو بنا دے گا۔ یہ پورا ہوگا اس کے مقابلے میں آج کون شخص کھڑا ہو کے یہ کہے گا کہ خدا نے تو کہا تھا کہ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ میں آج خدا کے فیصلے میں تبدیلی کرتا ہوں۔ کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا۔ خدا کا کہا ضرور پورا ہوگا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳؍جون ۱۹۸۱ء صفحہ ۲ تا ۷)

۞۞۞